آہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ

آہ کہ ۳؍ذی قعدہ مطابق ۱۷؍اکتوبر ۱۹۷۷ء صبح ۵ بجے جبکہ سپیدۂ سحر آفتاب عالمتاب کے طلوع کا مژدہ سنانے لگا تھا، دنیائے علم وادب کا آفتاب وماہتاب پون صدی کی تابناکی اور درخشانی کے بعد یکایک غروب ہوگیا اور علم ودین کے ایوانوں میں اندھیرا چھا گیا۔ یعنی حامل علوم نبوت ماحی الحاد و بدعت یادگار سلف محدث جلیل، محقق یگانہ ادیبؒ، فاضل بے بدل جانشین امام انورشاہ کشمیریؒ علامہ مولانا سید محمد یوسف جان البنوری البشاوری قدس سرہٗ واصل بحق ہوگئے۔ البقاء للّٰہ وحدہٗ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ——— فالرزیۃ کل الرزیۃ — وہ شمع جو عمر بھر دین کیلئے اور ملت اسلامیہ کے لئے جل رہی تھی اور امتداد زمانہ کے ساتھ اسکی لو میں اس کے سوز وتپ اور اسکی روشنی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا تھا اچانک بجھ گئی۔

اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے۔

اور اب علم وتحقیق کا عالم اجڑا اجڑا سا ہے۔ دعوت حق اور دفاع دین کی رزم گاہوں میں سکوت مرگ سا طاری ہوگیا ہے ؎

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں بڑے چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

جمعہ کی شام کو قائد ملت مولانا مفتی محمود صاحب، مجمع البحوث الاسلامیہ قاہرہ کے اجلاس میں شرکت کرنے مصر جارہے تھے، ادھر مولانا بنوری مرحوم اور مولانا محمد تقی عثمانی صاحب وغیرہ اسلامی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کرنے اسلام آباد تشریف لائے تھے، مفتی صاحب کو راولپنڈی ائیرپورٹ پر الوداع کہنے کے بعد احقر اسلام آباد گیا۔ مولانا بنوری گورنمنٹ ہاسٹل کمرہ ۳ میں مقیم تھے اور دیگر حضرات واحباب دیگر کمروں میں، رات مولانا کونسل کی میٹنگ سے ساڑھے نو بجے پہنچے، رات میں مولانا تقی صاحب کیساتھ رہا، ہفتہ صبح ۸ بجے ہم دونوں مولانا کے کمرے میں گئے تو معلوم ہوا کہ غسل خانہ میں اچانک دھچکا سا لگا ہے، گلا کچھ سا گیا اور اب معائنہ کیلئے پولی کلینک اسلام آباد تشریف لیگئے ہیں۔ گیارہ بجے آپ واپس تشریف لائے۔ میں اور تقی صاحب نے گاڑی سے سہارا دیا۔ مولانا کے صاحبزادے محمد بنوری سلمہ اللہ بھی ساتھ تھے ہم تینوں انہیں کمرے میں لے گئے، خوب بات چیت فرماتے رہے، ہم سب نے اصرار کیا کہ اب مکمل آرام فرمادیں اور

بستر پہ دراز ہو جائیں، فرمایا نہیں کوئی خاص بات نہیں، ہنسی خوشی ہم کمرہ سے نکل آئے، ساڑھے بارہ بجے یکایک مولانا پہ دوبارہ اٹیک ہوا، جسم مبارک پسینہ سے تر اور رنگ بالکل پیلا پڑ گیا، استغفراللہ استغفراللہ کا ورد فرماتے رہے، اور فرماتے کہ اس دفعہ بالکل نئی کیفیت محسوس ہو رہی ہے، جسٹس افضل چیمہ صاحب چیئرمین مشاورتی کونسل بھی موجود تھے، سی ایم ایچ پہنچانے کا پروگرام بنا، ایمبولنس آنے میں کافی دیر لگی، اور چار بجکر ۲۰ منٹ پر آپ سی ایم ایچ کے آفیسرز وارڈ کے ایمرجنسی روم میں داخل کئے گئے، وہاں پہنچ کر طبیعت کافی بحال ہو گئی اور سب لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا،

دوسرے دن اور پیر کی شب کو آپ یہیں زیر علاج رہے، وفات کی شب رات نو بجے ان کے صاحبزادے برادرم محمد صاحب ملنے گئے تو کسی ڈاکٹر نے مولانا کو اٹھنے بیٹھنے کے بارہ میں احتیاط کی تلقین کی تو محمد صاحب کی روایت ہے کہ مولانا مرحوم نے انہیں کہا کہ ـــــ اب کبھی نہیں اٹھوں گا ـــــ پیر کی صبح ۵ بجے کے لگ بھگ واصل بحق ہوئے۔ وفات اپنے اندر شانِ ابوذری لئے ہوئے تھی، ایسی حالت میں کہ ملت کا یہ غمگسار ملت کے درد وغم کے سلسلہ میں حالتِ سفر میں تھے۔ اور وفات کے وقت بستر کے قریب کوئی عزیز بھی نہیں تھا۔ اس لئے کہ ہسپتال کی طرف سے کسی کو ساتھ رہنے کی اجازت نہیں تھی، آخری لمحات کیسے گذرے کیا کیا کیفیات اور تاثرات رہے، اس کا مشاہدہ کرنے والا کوئی نہ تھا اور پھر یہ امر بے حد افسوس و حیرت کا باعث ہے کہ ہسپتال کی طرف سے کسی عزیز کو اطلاع نہیں دی گئی پہلی اطلاع کئی گھنٹے بعد جنرل ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو دی گئی۔ ان کے توسط سے چیئرمین اسلامی کونسل کو، اور اس کے بعد عزیز و اقارب کو، ہم لوگ اکوڑہ خٹک آگئے تھے۔ ۱۱ بجے اطلاع آئی تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کی ایک بڑی تعداد راولپنڈی روانہ ہوگئی۔ ۲ بجے ہم سب راولپنڈی پہنچے۔ برادر عزیز قاری سعید الرحمٰن صاحب کی تنظیم میں ان کی اقامت گاہ جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ میں مولانا کی تجہیز و تکفین ہو چکی تھی۔ مولانا کا جسدِ اطہر ایک کمرے میں برف کی سلوں کے ساتھ رکھا گیا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ جو مریض و نحیف ہونے کے ساتھ اس صدمہ سے نڈھال تھے سیدھے مولانا کے پاس پہنچے پیشانی مبارک کو چوما دیر تک کھڑے رہے اور مولانا سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ:

اے دین کے خادم اور ملت کے غمگسار تجھ پہ خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ اے اللہ اس ذات کو جو قرآن و سنت کا حامل اور خادم رہا اپنی قرب و رضا سے مالا مال فرما۔"

مولانا مرحوم کا چہرہ عجیب پرسکون تھا۔ جیسے آسودۂ خواب ہوں۔ چہرۂ انور کا حسن سفید کفن میں اور بھی نکھر گیا تھا۔ ۳ بجے ظہر نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے پڑھائی، علماء و مشائخ، زعماء، مشاہیر

اور عامۃ المسلمین کی ایک بہت بڑی تعداد نے شمولیت کی اس سے قبل حضرت شیخ الحدیث صاحب نے ۱۵ منٹ تک حضرت مولانا مرحوم کے کمالات علمی اور خدمات دینی پر تقریر فرمائی، نماز جنازہ کے بعد آپ کا تابوت ائرپورٹ سے جایا گیا اور ٹھیک ۵ بجے جہاز علم و معرفت کے اس گنج گرانمایہ کو لیکر کراچی روانہ ہوا اور کراچی میں رات نو بجے آپ کو اپنے قائم کردہ مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن میں سپردِ خاک کیا گیا، یہاں دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھائی گئی جس میں مولانا کے عشاق اور عقیدتمندوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

حضرت مولانا بنوریؒ کے وصال سے علم و فضل کی دنیا میں کتنی خلاء پیدا ہو گئی ہے۔؟ اس کی وسعت اور گہرائیوں کا صحیح اندازہ ہم جیسے بے مایہ علم و فہم کر ہی نہیں سکتے، مگر مولانا کے طویل و عریض کمالات علمی اور خدمت دینی پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے والا بھی اس حادثہ کی وجہ سے غم و اندوہ کی گہرائیوں میں ڈوبے بغیر نہیں رہ سکتا، مولانا کی ذات جامع صفات تھی اس ہمہ گیر شخصیت میں امام کشمیریؒ کے کئی مزایا اور صفات کی جھلک نمایاں تھی اپنے استاذ کا رنگ لئے ہوئے تھے، علمی تبحر، وسعتِ معلومات، غضب کا حافظہ، ادب عربی اور علوم ادبیہ میں مکمل دسترس اور اعلیٰ ذوق، عربی کے ایسے ادیب اور مصنف کہ گنے چنے افراد میں شمار ہوتے تھے، عربی نثر نگاری میں قدیم اور جدید دونوں اسلوبوں پر گرفت تھی، عربی شعر و شاعری کا ایسا ملکہ کہ قریبی احباب سے ذاتی خط و کتابت بھی عربی نظم میں فرماتے، کتابوں کا ایسا عمدہ ذوق اور ایسی تشنگی کہ آخر وقت تک دنیا کے کتب خانوں سے چن چن کر کتابیں جمع فرماتے رہے اور ایک نہایت عمدہ لائبریری بھی اپنے آثار میں چھوڑ گئے۔ عربی ادب اور علوم عربیہ کی نایاب اور قدیم کتابوں کے نام بچپن میں میں نے مولانا سے ہی سنے طبیعت میں روانی آجاتی تو صدہا عربی فارسی قصائد و اشعار سنانے لگ جاتے۔ اپنے شیخ اور استاذ علامہ کشمیری کے ذکر سے تو وجد کی کیفیت ان پر طاری ہو جاتی اور آبدیدہ ہو جاتے، ویسے بھی طبیعت میں سوز و گداز غضب کا تھا۔ دین کے اضمحلال اور زوال پر آنسو کی جھڑی لگ جاتی۔

مولانا کو اللہ نے باطنی صفائی کے ساتھ ظاہری نفاست سے بھی بدرجۂ اتم نوازا تھا، ہر کام میں نہایت خوش ذوق، رہن سہن، خوراک و پوشاک نشست و برخاست میں خوش سلیقہ، دسترخوان ہو یا میز ہر جگہ ہر چیز کو ترتیب سے دیکھنا چاہتے تھے۔ ہمارے بعض احباب اس معاملہ میں مولانا کو ماہر جمالیات کہتے تھے، صاف دل اور صاف گو تھے، کسی کو پسند فرمانے لگتے تو اسکی تعریف و تحسین میں اتنے فیاض کہ ناواقف حال حضرات کو غلو اور مبالغہ کا گمان ہونے لگتا اور اگر دین اور علم کے معاملہ میں کسی سے اختلاف ہو جاتا تو اپنی صوابدید کی بناء پر بے دریغ اور بلا خوف لومۃ لائم میدان میں آجاتے۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور اس

دور کے فتنۂ تجدد پر آپ نے بے تحاشا حملے کئے اور اپنا پرچہ بیّنات اس کے لئے مخصوص فرمایا۔ فتنۂ انکارِ حدیث اور اس کے داعی پرویز کی تکفیر کا اجماعی فتوٰی آپ کا کارنامہ ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فتنۂ قادیانیت کا استیصال جس تحریک سے کرایا اس کی سرخیلی کا خلعت فاخرہ بھی آپ کو نصیب ہوا۔

تحریک ختم نبوت چلی، لاہور کے مدرسہ شیرانوالہ گیٹ میں ہر مکتب فکر کے علماء اور زعماء مجلس عمل کی تشکیل کے لئے جمع تھے ایسے متضاد اور مختلف الخیال مکاتب اور عناصر کی قیادت کا مسئلہ بڑی الجھن کا باعث بن سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ یکایک مجلس میں اٹھے اور تمہید کے بعد مجلس عمل کی صدارت کے لئے مولانا قدس سرہٗ کا نام تجویز فرمایا۔ اللہ کا کرم تھا اور مجوَّز اور مجوِّز دونوں کی عظمت اور احترام کا تقاضا کہ سب لوگوں نے اس تجویز پر [illegible] اور اسطرح اللہ تعالیٰ نے مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے مشن کو ان کے چہیتے خادم اور شاگرد ہی کے ذریعہ تکمیل تک پہنچایا۔ ذبّ عن الاسلام اور حمیّت حق کے ان عظیم معرکوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس عاشق رسولؐ سے علم حدیث کی خاص طور سے خدمت لی، ترمذی شریف کی شرح معارف السنن کی صرف چھ جلدیں چھپ سکیں جو ۲۹۳۳ صفحات پر مشتمل ہیں۔ ابھی اتنا کام اور ہونا تھا اور معارف کا مقدمہ اس پر مستزاد۔ جوانی کے آغاز میں کئی ایک معرکے کی کتابیں لکھیں ۱۳۵۶ھ میں مجلس علمی ڈابھیل کیطرف سے فیض الباری کی طباعت کے سلسلہ میں مصر، ترکی یونان اور حجاز کے سفر پر گئے تو پایہ کے علماء عرب پر اپنا سکہ جمایا اور اظہار حق میں عالم عرب کے ممتاز مصنف علامہ طنطاوی صاحب جواہر القرآن سے بھی الجھنے میں جھجھک محسوس نہیں کی۔ اس وقت کے امام جلیل علامہ محمد زاہد بن الحسن الکوثری کے منظورِ نظر بن گئے، اپنے شیخ اور مرشد علامہ کشمیریؒ کے بعد آپ علامہ کوثریؒ کے علم و فضل کے مدّاح تھے۔ اس سفر سے ہی عرب کی علمی دنیا میں متعارف ہو گئے۔ کئی ایک مقالات اور قصائد عربی پریس میں شائع ہوئے۔ دمشق کی مجلس علمی اور بعد میں قاہرہ کے مجمع البحوث الاسلامیہ اور مکہ معظمہ کے رابطہ عالم اسلامی کی کئی مجالس کے ممبر منتخب ہوئے۔

(نامکمل اور جاری)

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق